صدف عمر

# آپ اپنے دام میں

ناولٹ

www.zemtime.com
ZemTime® SINCE 2014

وہ چاروں نہایت پراسرار طریقے سے کچن میں داخل ہوئیں۔ کچھ دیر کھٹر پٹر کے بعد اسی انداز سے وہ لان کی طرف کھلنے والے دروازے سے ہوتی ہوئی پچھلی طرف نکل گئیں۔

"شی شی آرام سے، آہٹ نہ ہونے پائے۔" سب سے آگے عروین تھی جو اس گروہ کو لیڈ کر رہی تھی۔ وہ کیا کرنے جا رہی تھیں۔ یہ کوئی نہیں جانتا تھا۔

تائی کمرے کی کھڑکی حسب معمول ادھ کھلی تھی۔ وہ سب سابقہ انداز میں محتاط طریقے سے چلتی کھڑکی تک پہنچنے میں کامیاب ہوگئیں۔

"ساتھیو! منہ بند ہی رکھنا۔"

اس کے کی ہدایات جاری تھیں۔ جاری تھے۔ باقی تینوں نے فرماں برداری سے سر ہلا دیا۔ اب چاروں "فسکھیاں" کھڑکی کے نیچے موجود اندر ہونے والی گفتگو کو کان لگا کر سننے کی کوشش کر رہی تھیں۔

"یہ تائی جان کیا کہہ رہی ہیں۔ مجھے تو کچھ بھی صاف سنائی نہیں دے رہا؟" ماہا نے بے صبری سے سرگوشی کی۔

"خاموش الو کی دم! تم چپ رہو گی تو کچھ سنائی دے گا نا۔" عینی نے سرگوشیانہ انداز میں اسے جھڑک دیا۔ تپ تو اسے بہت چڑھی لیکن بدلہ بعد میں اٹھا رکھا۔ بابا کی آواز سنائی دی جو تائی جان سے کہہ رہے تھے۔

"آپ بڑی ہیں بھابھی! جیسا آپ مناسب سمجھیں۔" اور ماہا کا دل اچھل کر حلق میں آگیا۔

"یہ بابا:"

"او ہو چپ کرو گدھی!" اب کے نوین نے بھی چڑ کر ڈانٹ دیا۔ مارے حیرت کے ماہا کی آنکھیں ابلنے لگیں۔ یہ ہر وقت اس کی خوشامد کرنے والی نوین۔ اس کو آنکھیں دکھا رہی ہے۔

"بچو! نمٹ لوں گی تم سب سے بھی۔" دل ہی دل میں انہیں مخاطب کرتی وہ پھر سے اندر ہونے والی گفتگو سننے کی کوشش کرنے لگی۔

اور اپنی ان کوششوں میں وہ اس حد تک مصروف و مشغول تھیں کہ انہیں عزرائیل کی آمد کا پتا ہی چل نہ سکا۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں..."

سنجیدہ مگر دھاڑ سے مشابہ "یہ" آواز سن کر وہ چاروں لرز گئیں۔ عجلت میں عروین بی بی پلٹیں مگر وہ یہ بھول گئی تھی کہ باقی سب کا ملبہ بھی اس پر تھا۔ ٹھک، دھڑام، کی آوازوں کے ساتھ عینی پر نوین، اور عزت مآب ماہا لڑھکتی ہوئی حیدر کے قدموں میں ایک لمحے کو تو حیدر بھی حیرت زدہ اور "سحر زدہ" رہ گیا۔ اس کی قدم بوسی کا یہ طریقہ شاید اسے بھایا نہیں تھا، سوا گلے پل ہی اس کا پارہ جو کم ہی زمین پر ہوتا تھا، آسمانوں پر جا پہنچا۔

"کیا کر رہی تھیں تم سب یہاں؟" دانت پیستے ہوئے وہ ماہا کو بالکل ڈریکولا لگا۔

"وہ ہم..." عینی نے تھوک نگل کر باقی تینوں کو مدد طلب نظروں سے دیکھا تھا۔ اور وہ سب "مار آستین"، "غدار نیاں۔" نظریں پھیر کر ادھر ادھر دیکھنے لگیں۔

"یقیناً پھر تم سب لوگ چھپ کر کن سوئیاں لینے کی کوشش کر رہی ہو گی۔ شرم آنی چاہیے تم لوگوں کو ایسی بچکانہ حرکت کرتے ہوئے۔"

حیدر شروع ہو چکا تھا اور اسے چپ صرف اللہ ہی کروا سکتا تھا۔

"آئندہ تم چاروں مجھے یہ کرتی نظر نہ آؤ۔" اس کا انداز بتا رہا تھا کہ یہ آخری وارننگ ہے جو ہمیشہ ہی خطرناک ہوتی ہے۔ اس لیے فرماں برداری سے سر ہلاتی وہ جلدی سے ماہا کے کمرے میں جانے لگیں۔ ماہا جو کچھ دیر پہلے اس کے قدموں میں جھکی ہوئی تھی اس دوران خفت زدہ چہرہ لیے ان کے پیچھے

www.zemtime.com

لپکی۔

"اور تم ....." اسے بھاگتا دیکھ کر توپوں کا رخ اس کی جانب ہو گیا۔

"کتنی دفعہ منع کیا ہے کہ اپنی بدحواسیوں پر قابو پاؤ۔ ہر وقت گرتی پڑتی رہتی ہو۔"

باقی کا جملہ اس نے زیر لب بولا تھا اور کیا بولا تھا؟ ماہا کو پتا تھا۔ اس لیے اس کا دل چاہا کہ .....

وہ باقی اس کو ڈانٹ پڑتا دیکھ کر تیزی سے بھاگ گئیں۔ خوب اچھی طرح بے عزتی کروا کر وہ جب کمرے میں پہنچی تو میر جعفر کی "رشتہ دار" اس کے پیچھے پڑ گئیں۔

"یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔" اس کی آنکھیں پھٹ سی گئیں۔ صدمہ شدید ہوا۔

"میری وجہ سے... ؟" صدمے سے اس کی آواز نہیں نکل رہی تھی۔

"ہاں، کیونکہ تم ہی مری جا رہی تھیں، ناں پاپا کا فیصلہ سننے کو۔" عروین اس پر چڑھ دوڑی۔ ماہا ان کی طوطا چشمی پر کچھ بول ہی نہ سکی۔

"سن لیا فیصلہ؟ دیکھ لیا حشر؟ کتنی بے عزتی ہوئی ہے ہم سب کی۔ صرف تمہاری وجہ سے۔ تمہیں ہی ہڑک تھی۔ اگر اتنی ہی فکر مند ہو تو جاؤ اور جا کر پاپا سے کہہ دو کہ ..."

"میں اسے شادی نہیں کر سکدی۔" عروین کی جذباتی تقریر میں عینی نے فلمی تڑکا لگایا تھا۔

"ہاں... یہی کہو۔ خواہ مخواہ میں اس ہٹلر کے جانشین کے ہاتھوں ہماری عزت خراب کر دی۔"

ان سب کی بک بک سنتے اس کا پارہ بلند ہونے لگا۔ پتا تھا اگر ان مطلبی سکھیوں کو کچھ الٹا سیدھا بول دیا تو ان کی "موزل سپورٹ" سے ہاتھ دھونے پڑیں گے۔ سوز بردستی آنکھوں میں آنسو لانے کی کوشش کی گئی۔

"تم لوگ کیسی بہنیں ہو۔ میری اتنی سی مدد نہیں کر سکتیں۔" دل ہی دل میں انہیں گالیاں دیتے بظاہر بھرائی ہوئی آواز میں کہہ کر ان کے جذبات ابھارنے کی ناکام کوشش کی گئی مگر وہ بھی ایک نمبر کی ڈھیٹ تھیں، بالکل اثر نہ ہوا۔

"اور تم ...... تم عینی بھول گئیں۔ کہ میں نے تمہارے لیے کیا کچھ نہیں کیا۔ یاد کرو، کیسے سب کو حماد کے رشتے کے لیے راضی کیا تھا۔" اس نے غلطی سے پرانے زخموں کو چھیڑ دیا تھا۔ عینی کو تو پتنگے لگ گئے۔

"کیا کہا تم نے؟ ہاں یعنی کہ تم ماہا حسن، تم نے میرے یعنی قرۃ العین حسن کا رشتہ حماد سے طے کروایا تھا؟ ارے جاؤ جاؤ۔ تم نے تو رشتہ تڑوانے میں زیادہ اہم کردار ادا کیا تھا۔

حماد کی مما نے جب پوچھا کہ عینی کو کوکنگ آتی ہے تو تم نے سعادت مندی سے فر فر بتا دیا کہ بالکل نہیں۔ کتنی دفعہ سالن جلایا ہے میں نے۔ روٹی تو مجھ سے گول بنتی ہی نہیں۔ زکام کے دنوں میں میری بنائی چائے گھر بھر کے لیے جوشاندے کا کام کرتی ہے۔ برتن مانجھنے میں ناخن خراب ہوتے ہیں۔" ماہا کا ایک ایک لفظ یاد آ کر اس کا بلڈ پریشر بڑھا رہا تھا۔

ماہا منمنائی "وہ تو میں نے تمہارے بھلے کے لیے ہی کہا تھا۔ تم نے ہی تو بتایا تھا کہ حماد کی مما نہایت تعلیم یافتہ ہیں۔ سوشل ورکر ہیں۔ عورتوں کی آزادی کی قائل۔" عینی نے اس کی بات کاٹ دی۔

"پر یہ تو نہیں کہا تھا کہ انہیں بہو بھی ایسی چاہیے۔ ماڈرن نکمی۔"

"وہ تو میں تمہاری گفتگو سے یہی سمجھی تھی کہ انہیں ماڈ بہو چاہیے ہو گی، اس لیے تمہارے بھلے کے لیے۔" وہ معصومیت سے بولی تھی۔

"میرے بھلے... " عینی چیخی۔ عروین نے جلدی سے بڑھ کر اسے تھاما۔

"ریلیکس..... ریلیکس۔"

"اس سے کہہ دو عروین! مجھ پر احسان جتانے

www.zemtime.com
ZEMTime SINCE 2014

کی ضرورت نہیں۔ اس نے تو مجھے برباد کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی، وہ تو میری قسمت اچھی تھی کہ حماد سے میرا رشتہ ہو گیا ورنہ میری کہانی ادھوری ہی رہتی۔"

اس نے فلمی انداز کا تڑکا لگانا ضروری سمجھا تھا۔ اس کی تقریر نجانے اور کتنی طویل ہوتی کہ نوین نے ٹوک دیا۔

"جو گزر گیا سو گزر گیا۔ اب اس بے کار کی بحث کو چھوڑو۔" اس کا مقصد عینی کو ٹھنڈا کرنا تھا مگر شاید اسے گرمی بہت پسند تھی۔

"کیوں چھوڑوں میں....."

"زیادہ ملکہ شراوت مطلب ملکہ جذبات بننے کی ضرورت نہیں۔ خاموش ہو جاؤ اب۔" اب کے عروین نے بھی بیزار ہو کر سختی سے ٹوک دیا۔ وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑا کر رہ گئی۔

"اور ماہا! تم بھی ریلیکس ہو جاؤ۔ سوچتے ہیں تمہارے لیے بھی کچھ۔" ساتھ میں اسے بھی تسلی دی۔

"ہاں خود تینوں تو خوش نصیب ہیں جو چاہا پا لیا اور ایک میں۔" اس نے ٹھنڈی آہ بھر کر خود کو غم زدہ ثابت کرنے کی کوشش کی تھی اور سر جھکا لیا۔

☆☆☆

کتنے دنوں بعد انہوں نے اس مسئلے کا ایک شان دار حل نکال ہی لیا تھا اور اب عمل درآمد کرنے سے پہلے تصدیق کرنا چاہ رہی تھیں۔

حمدان لاؤنج میں بیٹھا "بے بلیڈ" دیکھ رہا تھا۔ انہماک دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ عینی موبائل فون کان سے لگائے سامنے برآمدے میں لگی وال گلاس سے صاف نظر آ رہی تھی۔ عروین کچن میں جبکہ نوین وہیں بیٹھی میگزین دیکھ رہی تھی۔

"حمدان! یہ کیا لگا رکھا ہے۔ ہٹاؤ اسے۔" ماہا نے چڑ کر ریموٹ اس کے ہاتھ سے کھینچنے کی کوشش کی۔

"کیا ہے آپی! یہی تو وقت ملتا ہے کارٹون دیکھنے کا۔" اس نے ریموٹ کو سختی سے بغل میں دبایا۔

"دیکھو، بدتمیزی مت کرو۔ دو مجھے۔" آگے بڑھ کر ریموٹ اس سے کھینچنا چاہا مگر اپنی جھونک میں وہ صوفے سے پھسل گئی۔

"اوئی اللہ" بے ساختہ ہی ماہا کے حلق سے چیخ برآمد ہوئی۔ عینی بھاگتی ہوئی اندر آئی۔ اور اس کے ساتھ ہی گلاس ڈور دھکیل کر حیدر داخل ہوا۔ حمدان اسے اٹھانے کے بجائے دانت نکال رہا تھا۔ عینی کو دیکھا جس کی شکل پر بے حواسی و پریشانی تھی۔

"ایسے ہی میں عینی سے بدگمان ہوں۔ کتنی اچھی ہے عینی، میری وجہ سے گھبرا گئی ہے بے چاری۔" اس کے دل میں بہن کے لیے بے ساختہ پیار امڈا مگر اس کے پیچھے حیدر کو دیکھ کر اس کی سٹی گم ہوئی۔

"ایک تو اس کی انٹری ہمیشہ غلط وقت پر ہی ہوتی ہے۔" اسے بڑا غصہ آیا۔ عینی اس کی طرف آنے کے بجائے کچن کی طرف بھاگ گئی اور وہ ہکا بکا اسے دیکھتی رہی۔

"محترمہ! ہوش میں آ جائیں اور اٹھ جائیں۔" حیدر کی طنزیہ آواز اس کے کانوں سے ٹکرا کر اسے ہوش میں لے آئی۔ حمدان اب تک مسکرائے جا رہا تھا۔

"خبیث! کیسے ہنس رہا ہے۔ بھائی نہیں ہے، یہ تو دشمن ہے میرا۔ آئے کبھی یہ ہوم ورک کروانے یا جرنل بنوانے۔" دل ہی دل میں اسے کوستے وہ شرمندہ سی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"حمدان، بڑی امی سے کہو، اس کی ٹانگوں کا علاج کروائیں۔ مجھے کچھ ٹھیک نہیں لگتیں۔"

حمدان سے کہتا وہ سیدھا سیڑھیاں چڑھنے لگا تھا۔ اس کی بات اور حمدان کے قہقہے اس کو پتنگے لگ گئے۔

"سمجھتے کیا ہیں خود کو۔ میری ٹانگوں کے بجائے

www.zemtime.com

ان کے دماغ کا علاج کروانا چاہیے۔ ہونہہ بد دماغ کہیں کا۔" وہ غصے سے بڑبڑائی پھر اس کی طرف مڑی۔

"آنا تم خوشامدی ٹٹو! بنا لوں گی تمہاری ڈایا گرامز۔" حمدان کو دھمکی دے کر وہ بھی کچن کی طرف بڑھ گئی تھی۔ جہاں عینی اب تک بدحواس تھی۔

"اف عروین! میرا دل ابھی تک بہت تیز دھڑک رہا ہے۔" دل پر ہاتھ رکھ کر ستر کے عشرے کی ہیروئینز کی طرح آنکھیں پٹپٹاتی ماہا کو زہر لگی۔

"مجھے بڑا ڈر لگ رہا ہے۔ مجھے خبر ہی نہیں ہوئی کہ حیدر آ گیا ہے۔ نجانے میری اور حماد کی کتنی باتیں سن لی ہوں گی۔ ہائے اسے تو یہ سب سخت ناپسند ہے۔ سچ اسے دیکھ کر تو مجھے کچھ اور سوجھا ہی نہیں۔ بس دوڑی دوڑی اندر آ ئی کہ کہیں چھپ جاؤں۔"

"اوہ تو یہ تھی حقیقت۔" ماہا نے دل میں سوچا۔

"اور میں بھی کہ وہ میری محبت میں، میری چیخ سن کر آئی ہے۔ کمینی، گھٹیا، اب کیسی بھیگی بلی بنی کھڑی ہے۔ اچھا ہوا جو اس ملک الموت نے اسے حماد سے ویڈیو کال پر اٹکھیلیاں کرتے دیکھ لیا۔" خیالوں ہی خیالوں میں اسے بے نقط سناتی وہ اس وقت چونکی جب نوین پوچھ رہی تھی۔

"تو تم اتنی کھوئی ہوئی تھیں اس ڈفر حماد کی باتوں میں کہ ان کی گاڑی کا ہارن بھی سنائی نہیں دیا۔"

"ڈفر... حماد۔" اسے تو سخت صدمہ لگا۔

"کیوں بھول گئی ہو کہ حیدر کی گاڑی کل سے سروس کے لیے گئی ہوئی ہے۔" عروین نے یاد دلانے کے ساتھ نوین کو آنکھیں بھی دکھائیں مگر وہ بے نیازی سے کندھے اچکا کر رہ گئی۔

صدمے سے بے حال پھٹی آنکھوں سے نوین کو دیکھتی عینی اب تک یقین نہیں کر پا رہی تھی کہ اس کے ہیرو جیسے اسمارٹ اور ڈیشنگ فیانسی کو ڈفر کہا گیا تھا۔ ماہا کو البتہ ایک کمینی سی خوشی ہوئی۔ یوں بھی آج وہ ان سب سے ایک شدید قسم کے "خفیہ حسد" میں مبتلا ہو رہی تھی۔

"ماہا! تم وہاں دروازے میں کیوں کھڑی ہو؟ آ جاؤ بھئی۔ ہم سے کوئی پردہ تھوڑی ہے۔" نوین کی نگاہ اس پر گئی تو اسے بھی دعوت دے ڈالی، اس بات سے بے نیاز کہ عینی اب اسے کیسی کیسی صلواتیں سنا رہی تھی۔

☆☆☆

حیدر تایا ابو کا اکلوتا لخت جگر، تھا۔ گھر کا پہلا بچہ .. سو اس کے نخرے بھی خوب اٹھائے گئے تھے اور یہی اس کے بگاڑ کا سبب بنے (ماہا کی دانست میں) حسین تایا کے بعد احسن تھے۔ ماہا کے والد عینی ماہا سے ایک سال بڑی تھی اس کے بعد ماہا اور ماہا کے سات سال بعد حمدان تھا۔ اسی طرح حسن چاچو کی بھی شروع میں دو لڑکیاں تھیں مہرین جو کہ ماہا کی ہم عمر تھی اور نوین جو ان دونوں سے سال بھر چھوٹی تھی۔ پھر یاسر تھا نوین سے پانچ سال چھوٹا۔ یوں ایک طرح سے اتنی لڑکیوں میں عرصہ تک حیدر اکلوتا لڑکا ہی رہا۔ جس کی وجہ بقول مرحوم دادی جان کے "لڑکیوں کے ڈھیر" میں وہ واحد اس گھر کا چشم و چراغ رہا۔

دادی جب تک زندہ رہیں، اسے پلکوں پر بٹھائے رکھا۔ اس کا مزاج اتنا سڑیل کیوں تھا۔ حالانکہ وہ عینی سے صرف دو سال بڑا تھا مگر سب پر اتنا رعب تھا کہ لگتا کہ گھر کا واحد بزرگ وہی ہے۔ اور اس کو ایسا بنانے میں سارا قصور مرحومہ دادی جان کا تھا۔ جنہوں نے اس کو بگاڑنے اور چنگھاڑنے میں مقدور بھر حصہ ڈالا تھا۔ ان کی ساری زندگی ماہا سے نہ بنی۔ حیدر گھر کا پہلا لڑکا۔ اوپر سے شباہت میں دادا حضور سے ملتا سو دادی مرحومہ نہال ہو گئیں۔ اور اس کے بعد آنے والی لڑکیوں کی لائن نے اس کی اہمیت اور قیمت بڑھا دی۔

دادی نے تو ایک طرح سے اسے گود ہی لے

www.zemtime.com

لیا۔ ہر وقت پہلو میں گھسائے رکھتیں۔ سینے سے لگائے فخر یہ کہتی پھرتیں۔

”یہ تو سارا کا سارا کمال آفندی کی طرح ہے۔ ویسی ہی شکل ویسا ہی دبدبہ۔“ مگر شومئی قسمت مزاج پورے کا پورا دادی مرحومہ والا۔ ”تنک مزاج“ غصہ ور اپنی منوانے والا ڈومیننگ (یہ سب ماہا کے فرمودات تھے) ماہا پیدائشی کمزور بچی تھی۔ ہر وقت بیمار رہتی۔ سوچڑچڑاپن بہت تھا۔

ماما کے پیچھے پیچھے ان کا آنچل تھامے ریں ریں کرتی یہ بچی دادی کو ایک آنکھ نہ بھاتی تھی۔

”کیسی بچی ہے۔ ہر وقت بجتا ہی رہتا ہے اس کا بگل۔ مجال ہے جو کبھی اسے مسکراتا دیکھا ہو۔ بیماریوں کی پوٹ۔“

عینی اس کی نسبت بڑی ہنسی مسکراتی صحت مند بچی تھی۔ سو وہ ان کے زیر عتاب نہیں آئی تھی۔

”ہر وقت انجکشن ٹھکواتے رہو۔ بدن میں بھی اب خون کے بجائے دوائیاں دوڑتی ہوں گی۔“

ان کی تنقید تو نہیں سمجھتی تھی مگر دو سالہ کمزور سی ماہا ان کے کٹیلے تاثرات دیکھتی تو سہم جاتی۔ اور اگر وہ اکڑو بھی وہاں موجود ہوتا تو دانت نکالے اسے چڑاتا۔ اکثر اڑنگا دے کر گرا بھی دیتا۔ جس پر دادی کا پارہ مزید ہائی ہو جاتا اور وہ ایسی ڈرپوک کہ کبھی بھی چیخ کر اس کی شکایت نہ کر سکی۔ بس گھٹ گھٹ کر روتی اور دادی فرمائے جاتیں۔

”اس چوہیا میں بالکل جان نہیں ہے؟ دیکھو رو بھی نہیں سکتی۔ سفید چوہیا۔“ ان کی یہ باتیں ماما کو بھی اچھی نہیں لگتی تھیں مگر ان کے سامنے مارے لحاظ کے کچھ کہہ بھی نہیں سکتیں۔

”بالکل چوہیا سی بچی پیدا کی ہے تم نے نزہت۔“

اور یہ سفید چوہیا اس کی چھیڑ بن گیا اور وہ حیدر آفندی وہ تو باقاعدہ گھڑ گھڑ کے نظمیں بناتا اور پھر با آواز بلند پڑھتا رہتا۔ ماما نے جب یہ صورت حال دیکھی تو اسے زیادہ تر نانو کے پاس چھوڑے رکھتیں۔

دادی کی تیز نظروں اور نوکیلے جملوں سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ان کی سمجھ میں آیا تھا۔ ماہا بھی نانو کے ہاں خوش رہتی۔

دس سال کی عمر تک وہ زیادہ تر نانو کے پاس ہی رہی۔ حالانکہ دادی کو اس پر بھی اعتراض تھا مگر پھر چنگی بھلی دادی ایک معمولی سی بیماری میں چل بسیں۔ وہ اس وقت میٹرک میں تھی اور حیدر نیا نیا یونی ورسٹی گیا تھا۔ دادی کے جانے کا اس چنگیز خان پر اس کا بہت اثر ہوا۔

وہ بہت چپ چپ رہنے لگا تھا۔ دادی اس کے لیے سب کچھ تھیں اور پھر چند ماہ صرف چند ماہ بعد ہی ماہا کو یوں لگا جیسے مرحومہ دادی تو کہیں گئیں ہی نہیں بلکہ ان کی روح تو حیدر آفندی میں حلول کر گئی ہے۔

دادی مرحومہ کی ساری خصلتیں اور عادتیں محترم ہلاکو خان میں سما چکی ہیں۔ اس کی نکتہ چیں طبیعت اس کو نشانے پر لیے رکھتی۔ ماہا گو کہ اب ہر وقت بیمار نہ رہتی نہ بچپن والا رونا دھونا باقی رہا مگر اسے دیکھ کر وہ ضرور حواس کھو دیتی۔ دراصل قصور اس کی ان پاؤ پاؤ کی آنکھوں کا تھا۔ وہ جب گھور کر اسے دیکھتیں تو اس کے طوطے، کبوتر سب اڑ جاتے اور لاکھ بلانے پر بھی ٹھینگا دکھاتے، منہ موڑ کر اڑ جاتے۔ حالانکہ تایا تائی بہت نرم دل اور خوش مزاج تھے۔

دادی کے بعد تائی کی بات کو مقدم جانا جاتا۔ دونوں دیورانیاں اپنی بڑی جٹھانی کی بہت عزت کرتی تھیں۔ لڑکیاں بھی اپنی ماؤں کی نسبت تائی سے زیادہ قریب تھیں۔ جنہیں وہ اپنی بیٹیوں کی طرح عزیز و پیاری تھیں۔ جبکہ حیدر آفندی۔ آفندی ہاؤس کا لائق و جینئس بیٹا جس کا اکیڈمک ریکارڈ شان دار تھا تو شخصیت لاجواب۔ جس نے کم عرصے میں بزنس

کے میدان میں جھنڈے گاڑ دیے تھے۔
دولت کی کمی نہ تھی مگر آفندی ہاؤس آج بھی روایتوں کو سینے سے لگائے اپنی حدود کا پاس کرتا تھا۔ یہاں کے مکین پڑھے لکھے، روشن خیال ضرور تھے مگر آزادی کے نام پر بے حیائی اور بدلحاظی نہ تھی۔ بڑوں کا احترام کیا جاتا تھا اور اسی کی تربیت سب کو تھی۔ اسی لیے لڑکیاں اس سے جھجکتی تھیں بقول عینی کے۔
''اس نے غصہ میں ایم فل اور طنز میں پی ایچ ڈی کر رکھی ہے۔''
اسے لڑکیوں کا یوں آزادی کے نام پر کھلے عام گھومنا پسند نہ تھا اور اس کے حکم کا سکہ گھر میں چلتا بھی تھا۔ دادی مرحوم کا اصل جان نشین جو تھا۔

☆☆☆

''اوئی اللہ ایک خبر سنو سکھیو!'' وہ سب حسب معمول عینی اور ماہا کے کمرے میں بیٹھی گپیں ہانک رہی تھیں۔ رات کے کھانے میں ابھی وقت تھا سو اطمینان سے اپنی سرگرمیوں میں مشغول تھیں جب نوین بھاگی آئی۔
''کیوں کیا ہوا؟ خیر تو ہے؟ کہیں پاپا نے منگنی کا باضابطہ اعلان تو نہیں کر دیا۔'' ماہا کی رنگت اڑ گئی۔ آواز کانپنے لگی۔
''تمہارے سر پر تو ہر وقت یہی بات سوار رہتی ہے۔ بھئی۔ یہ خبر تو عینی کے حوالے سے ہے۔''
نوین نے چڑ کر پہلے اسے ڈانٹا اور پھر عینی کو دیکھا جو یہ سن کر اچھل پڑی تھی۔
''کیا ہوا؟ خیریت کہیں حماد کی مما نے انگیجمنٹ تو نہیں توڑ دی۔''
عینی، ماہا سے زیادہ بدحواس ہو گئی۔ عروین جلدی سے اس کے ہاتھ پاؤں سہلانے لگی۔ نوین اس ستر کے عشرے کی ہیروئن سے چڑ گئی۔
''جی نہیں اگر وہ یہ غلطی کرنا چاہیں بھی تو ہم انہیں نہیں کرنے دیں گے کہ تمہیں ساری زندگی سر پر سوار رکھنے کا مطلب ایک مصیبت خود اپنے ہاتھوں سے اپنے گلے ڈالنا ہے۔''
نوین کی صاف گوئی پر اسے تو آگ ہی لگ گئی۔ اس سے پہلے کہ وہ جوابی حملہ کرتی نوین جلدی جلدی بتانے لگی۔
''حماد بھائی تشریف لائے ہیں۔ بنفس نفیس خود اور وہ بھی بالکل اکیلے۔'' خبر تھی کہ بہار جس نے عینی کے چہرے پر یہاں سے وہاں تک پھول ہی پھول کھلا ڈالے تھے۔
منگنی کے بعد جتنی مرتبہ بھی حماد آیا، ساتھ میں اس کی مما لازمی ہوتیں اور آج وہ اکیلا آیا تھا۔ سنہرا موقع تھا۔
حماد اس سے دو سال سینیئر تھا اور یونیورسٹی کب کا چھوڑ چکا تھا اور یونی ورسٹی ملنے آنے کا خطرہ بھی مول نہیں لے سکتا تھا کہ عینی نے اسے پہلے اشارے کنائیوں اور بعد میں واضح الفاظ میں کہہ دیا تھا کہ ماہا کسی بات کو راز نہیں رکھ سکتی۔ ادھر ماما یا حیدر کی ایک گھرکی۔ ادھر اس نے سب اگل دینا ہے سو نہ چاہتے ہوئے بھی وہ محتاط ہو گیا۔
''ہائے سچ نوین! سچ کہہ رہی ہو۔ حماد آئے ہیں۔'' اسے تو یقین ہی نہیں آ رہا تھا۔ شادی مرگ کی کیفیت تھی۔
''جی نہیں جھوٹ بول رہی ہوں حماد نہیں ڈونلڈ ٹرمپ تشریف لائے ہیں۔'' وہ مزید چڑی مگر عینی نے اس گستاخی پر کچھ نہیں کہا۔
''میں ذرا اس سے مل آؤں۔'' وہ ایک ہی جست میں بیڈ سے اتری۔ عروین بے چاری جواب تک اس کے ہاتھ سہلا رہی تھی، اس کی پھرتی پر ہکا بکا رہ گئی۔ ''کہاں تو محترمہ گری جا رہی تھیں اور کہاں اتنی چستی۔ واہ کیا اعلا اداکاری کی تھی۔'' ابھی وہ دروازے سے نکلنے بھی نہ پائی تھی کہ نوین کی آواز نے روک لیا۔



www.zemtime.com

''جناب! واپس تشریف لے آئیے۔ حماد بھائی نیچے حیدر بھائی کے ساتھ تشریف فرما ان کی دانش وری سے مستفید ہو رہے ہیں۔ تائی جی نماز پڑھ رہی ہیں اور باقی تو گھر میں کوئی ہے ہی نہیں۔''

پاپا کے بزنس پارٹنر کے بیٹے کی شادی تھی سو باقی لوگ ادھر گئے ہوئے تھے۔ اس کا جوش جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔ منہ لٹکائے وہ واپس بیڈ پر آ کر گر گئی۔

''ہائے میری قسمت۔ یارو کچھ کرو۔ کسی طرح رخ یار کا دیدار کروا دو۔''

وہ دہائیاں دینے لگی عموماً مایوسی میں وہ ایسی ہی گاڑھی اردو بولنے لگی تھی کیونکہ اردو ادب میں ماسٹرز کر رہی تھی سب کی مخالفت کے باوجود کہ سخت نالائق تھی۔ پڑھائی سے بھاگنے والی سو اپنی دانست میں سب سے آسان مضمون چنا تھا مگر کیا پتا تھا کہ وہ بھی دن میں تارے دکھا دے گا۔

''ہم کیا کر سکتے ہیں؟ سوائے دعا کے۔'' ماہا کے سینے میں ٹھنڈ سی پڑ گئی۔ خود پر پڑی تو کیسی مظلومیت کے ڈھنڈورے پیٹ رہی ہے۔ اس نے کمینگی سے سوچا۔

''نوین! اتنا ہی بتا دو کہ لگ کیسا رہا ہے کس قسم کے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ بالوں کا اسٹائل کیسا ہے۔''

''وقسم سے سخت چغد لگ رہے ہیں۔ کپڑے تو انسانوں والے پہنے تھے مگر شکل البتہ غیر انسانی لگ رہی تھی اور بال تو بالکل ''ہپی اسٹائل'' کے بنائے ہوئے ہیں۔''

وہ سوچ سوچ کر بتا رہی تھی۔ عینی کی آنکھیں باہر کو ابل پڑیں جبکہ ماہا اور عروین کو اپنی ہنسی چھپانی مشکل ہو رہی تھی۔

''سچ تم سچ کہہ رہی ہو؟''

''بھئی، مجھے کیا پتا! خود ہی جا کر دیکھ لو اپنے حماد کو۔'' اس نے گویا سکھ کا سانس لیا۔

''یہی تو اصل مسئلہ ہے۔ خود جا کر کیسے دیکھ لوں۔ ادھر ہلاکو خان بیٹھا ہے، وہ ایسا کرنے دے گا۔'' اس نے بے چارگی سے کہا۔

''تو کیا انہوں نے مجھے دعوت نظارہ دی تھی کہ آؤ نوین بی بی۔ آ کر بطور اس کا جائزہ لو اور جا کر قرۃ العین صاحبہ کی تسلی و تشفی کرواؤ۔ جونہی سلام کے بعد بیٹھ کر خیریت پوچھنے لگی فوراً آنکھیں دکھا کر اٹھا دیا کہ جاؤ جا کر امی کو بھیجو۔''

''ہائے ربا۔ مجھ پر یہ ظلم بھی ہونا تھا۔ ظالم سماج دو دلوں کو چپکے چپکے ملنے بھی نہیں دے رہا۔ حماد ہم بے وفا ہرگز نہ تھے۔''

وہ فلمی انداز میں دہائیاں دے رہی تھی۔ اس کی حالت پر ترس تو خیر کیا آنا تھا کہ پتا تھا ڈراما کر رہی ہے۔ البتہ ایک آئیڈیا عروین کے زرخیز دماغ میں پٹ سے آ گیا۔

''ایک بمباسٹک آئیڈیا آیا ہے۔''

''بتاؤ... جلدی بتاؤ، کیا حماد سے ملاقات ہو سکتی ہے؟'' وہ بے صبری اتاؤلی ہوئی جا رہی تھی۔

''ہونہہ بے صبری کہیں کی۔''

''ہاں اور ماہا تمہارا کام بھی ہو سکتا ہے۔ ادھر آؤ دونوں۔''

وہ دونوں اس کے قریب آ گئیں۔ ذرا دیر بعد ہی ماہا کانپتے، لرزتے قدموں کے ساتھ ڈرائنگ روم موجود تھی۔ جہاں حیدر سنجیدگی سے حماد کے ساتھ مصروف گفتگو تھا۔

''یا اللہ مدد فرما جل تو جلال تو۔'' کا ورد کرتی اس نے سلامتی بھیجنی چاہی۔

''السلام وعلیکم حماد بھائی۔'' حلق سے عجیب سی پھنسی پھنسی آواز برآمد ہوئی تھی۔

حیدر کے ساتھ باتوں میں مصروف حماد چونکا اور پھر متوقع سالی کو دیکھ کر خوش گوار لہجے میں جواب دینے کے بعد اس کے آس پاس نظریں دوڑانے لگا۔

www.zemtime.com
ZEMTime SINCE 2014

حیدر کو اسے دیکھ کر لمحے بھر کو حیرت ہوئی مگر وہ بے نیاز بنا رہا۔

"کیسی ہو ماہا....." وہ خوش دلی سے اس کی خیریت دریافت کر رہا تھا۔ جواب دیتے ہوئے اس نے حتی الامکان حیدر کو دیکھنے سے گریز کیا تھا مبادا اس کا اعتماد ہی متزلزل نہ ہو جائے۔

"اور سنائیں حماد بھائی۔"

"کیا سناؤں۔" حماد بھائی کی خوش اخلاقی عروج پر تھی۔ اس کی یونہی اچانک نظر صرف ایک لمحے کو حیدر کی جانب ہوئی جو بڑی خشمگیں نگاہوں سے اسے گھور رہا تھا۔ وہ بے ساختہ گڑبڑا گئی۔ زبان بھی غلط موقع پر پھسل گئی۔

"آپ چائے لیں گے یا ٹھنڈا۔"

جملہ غلط موقع پر۔ غلط بندے کو دیکھتے ہوئے نکل گیا تھا صرف ایک لمحے کو حیدر کی آنکھوں میں حیرت ابھری۔ پھر اس کی سنجیدہ سی آواز آئی۔

"میں چائے پی چکا ہوں۔ تم حماد کے لیے ٹھنڈا لے آؤ البتہ۔"

ماہا کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔ یہ کیا غضب ہو گیا تھا۔ ساری خوش اخلاقی، ساری بہادری اڑن چھو ہو گئی۔ وہ جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی اور تیزی سے باہر نکلنے لگی جب پیچھے سے وہی منحوس آواز آئی۔

"اور ہاں اگر امی نماز سے فارغ ہو گئی ہوں تو "انہیں" بھی بھیج دینا۔" مطلب تھا۔ "انہیں" ہی وہ بھاگنے کے سے انداز میں نکلی مگر بیڑہ غرق ہو اس آرائشی گملے کا۔ ٹھاہ سے اس کے پاؤں سے ٹکرایا اور وہ لڑکھڑائی۔ انگوٹھے میں الگ درد ہونے لگا تھا۔

حماد فکر مندی سے اس کی جانب بڑھا مگر یہ اور بات کہ حیدر کو اسے اٹھتا دیکھ کر بادل نخواستہ اٹھنا ہی پڑا۔ قریب جا کر ذرا سا جھکا، ماہا کے حواس جواب دینے لگے۔ حیدر کو اس کی جانب جاتا دیکھ کر حماد دوبارہ بیٹھ گیا مگر اس کا دھیان ان ہی کی طرف تھا۔

"دفع ہو جاؤ اور مجھے دوبارہ کبھی کسی مہمان خصوصاً اپنے مہمان کے سامنے نظر نہ آؤ۔ تمیز، سلیقہ نام کو نہیں تمہیں۔"

دھیمے لہجے میں دانت پیستے ہوئے بول رہا تھا۔

پھر..... پھر کیا تھا۔ اچانک ہی ماہا سب درد بھول بھال گئی اور دوڑ لگاتی نکلتی چلی گئی۔ اس کے انداز تو حماد کو بھی حیرت میں ڈال رہے تھے۔

حماد کب گیا۔ عینی کی اس سے ملاقات ہوئی کہ نہیں۔ اسے کچھ پتا ہی چل نہ سکا جب عینی کمرے میں آئی تو وہ سوتی بن گئی مگر عینی کی بڑبڑاہٹ صاف سن رہی تھی جو سارے گھر میں اس کو تلاش کرنے کے بعد اسے اطمینان سے سوتا دیکھ کر اس کی شان میں قصیدے پڑھتی خود بھی سو گئی۔

☆☆☆

اگلے دن جب اس نے انہیں سارا واقعہ سنایا تو ان کا دل اپنا سر پیٹنے کو چاہا۔

"تم کبھی بھی سدھر نہیں سکتیں۔ بھلا گملے سے ٹکرانے کی کیا ضرورت تھی۔" عینی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں کوئی جان بوجھ کے تھوڑا ہی ٹکرائی تھی، وہ تو اچانک ہی کہیں سے گملا سامنے آیا اور مجھ سے ٹکر ہو گئی اس میں میرا کیا قصور؟" وہ روہانسی ہو گئی۔ انگوٹھا الگ سوجا ہوا تھا اوپر سے ان کی تنقیدیں۔

"جی ہاں۔ گملا تو خود چل کر آیا ہو گا اور بصد اصرار فرمائش کی ہو گی کہ ماہا ذرا مجھ سے ٹکرا جائیں۔ ٹھاہ کر کے۔" عینی کے طنز پر نوین نے اسے ٹوک دیا۔

"بس کرو عینی! اب اس مسئلے کا حل سوچو۔ بے چاری ماہا۔ ساری زندگی کیسے ایک ایسے سڑیل بندے کے ساتھ گزار سکتی ہے جو بات کرے تو لگے ڈانٹ رہا ہے۔"

نوین کی ہمدردی پا کر ماہا نے جھٹ سر جھکا کر مگر

www.zemtime.com
ZEMTIME SINCE 2014

مچھ کے آنسو بہانے چاہے مگر وائے رے قسمت۔ ہمیشہ ایسے وقت پر دغا دے جاتی ہے۔

"ہم کیا سوچیں؟ ہمت تو اسے خود کرنی ہوگی۔" عروین بولی۔

"اور آج ہی سے تمہیں جو کہا جائے اس پر عمل کرنا ہوگا۔ اگر خوش گوار من چاہی زندگی چاہتی ہو تو ہمت پیدا کرو۔ ڈر کو بھگاؤ۔ ساری زندگی خوش رہو گی ورنہ۔" عینی نے بھی سمجھایا۔

"بس آج سے ماہا احسن تیار ہو جائیں۔" نوین نے اعلان کیا۔

"دل مضبوط رکھو۔ اسی میں تمہاری بھلائی اور تمہارا روشن مستقبل پوشیدہ ہے۔" وہ سب ہی اپنی بولیاں بولتی اسے مضبوط کر رہی تھیں، کئی گھنٹوں کی مغز کھپائی کے بعد ماہا نے عہد کیا، سب کچھ کرے گی چاہے اس کی جان ہی نہ چلی جائے۔

☆☆☆

تینوں لڑکیاں بک تھیں۔ عینی اور حماد ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے اور بغیر ظالم سماج آئے۔ منگنی کروا کے دن رات محبت کے نغمے گا رہے تھے۔

عروین کی بات اپنے خالہ زاد سے طے تھی جو آج کل امریکہ میں مقیم اعلا تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ رہ گئی نوین تو اس کے ماموں نے اسے بچپن سے مانگ رکھا تھا جو اسلام آباد میں رہائش پذیر تھے اور ان کا سوپت بی بی اے کر رہا تھا۔ ہر مہینے دو مہینے بعد اسلام آباد سے ڈھیروں گفٹ نوین کے لیے آتے اور ہر دوسرے دن فون پر اس کی خیریت پوچھی جاتی۔

منگیتر الگ اس کی بے نیازی پر مرا جاتا (کیونکہ نوین بی بی کو "اوچھی" حرکتیں جو کہ حماد اور عینی کرتے تھے پسند نہ تھیں) وہ سب ہی نوین کی قسمت پر باجماعت رشک کرتی تھیں اور اب صرف ایک پیس بچا تھا جو اپنی طرز کا ایک ہی تھا اور آج کل اسے ٹھکانے لگانے کے انتظامات کیے جا رہے تھے اور جس کے ساتھ ٹھکانے لگایا جا رہا تھا اس کے ساتھ ٹھکانے لگنے سے بہتر تھا کہ تھانے لگا دیا جاتا۔

☆☆☆

تائی جان کچن میں مصروف تھیں۔ وہ لاؤنج میں بیٹھی ٹی وی دیکھتی۔ چپس نمکو کھانے میں مگن تھی۔ ماما، چچی کے ساتھ گروسری اسٹور گئی تھیں۔ وہ بڑے انہماک سے ٹی وی دیکھ رہی تھی۔ اور ہیروئین کی مہارت اور غضب کی اسمارٹنس پر سر دھن رہی تھی۔ جب سلام کی آواز پر اچھل پڑی۔ خلاف توقع بے وقت حیدر کو دیکھ کر اس کے ہوش اڑ گئے۔

ہڑبڑا کر اس نے ہاتھ میں پکڑے ریموٹ سے چینل بدلنا چاہا مگر غلطی سے والیم کا بٹن پش ہو گیا اور آواز مزید اونچی ہو گئی۔ اور حیدر جو ٹی وی کی طرف متوجہ نہیں تھا مڑ کر اسکرین کو دیکھنے لگا۔

ماہا نے آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ ایک ہی جست میں ٹی وی تک پہنچی اور پاور کا بٹن دبا دیا۔ اس سارے عمل میں وہ ہانپ گئی۔ حیدر کی اس وقت آمد نے رنگ میں بھنگ ڈال دیا تھا۔ اس کی پھرتیاں ملاحظہ کرتے حیدر نے ایک سنجیدہ سی نظر اس کے خفت سے سرخ چہرے پر ڈالی تھی اور نجانے کیوں نظر انداز کر گیا۔

"امی کہاں ہیں؟"

وہ پوچھ رہا تھا۔ مگر کس سے؟ ماہا نے تصدیق کے لیے ارد گرد دیکھا، آیا وہ اسی سے مخاطب ہے یا کسی اور سے۔ حیدر خلاف معمول بڑے تحمل سے اس کی حرکات دیکھ رہا تھا۔ جب اچھی طرح یقین کر لینے کے بعد وہ بغیر کسی سابقے لاحقے کے اس سے مخاطب ہے اس نے کچن کی طرف اشارہ کر دیا۔ وہ بھی خاموشی سے کچن کی جانب بڑھ گیا۔ یا حیرت۔

ماہا تو بے ہوش ہونے والی تھی۔ یعنی کہ حیدر آفندی نے آج تو نہ کوئی ڈانٹ پلائی۔ نہ ہی طنز کیا۔

"الٰہی یہ ماجرا کیا ہے۔ طبیعت تو ٹھیک ہے نا چنگیز خان کی۔" یقیناً آج طبیعت ناساز ہے۔ اسی

www.zemtime.com
ZEMTime SINCE 2014

لیے خلاف عادت سب کچھ کر رہے ہیں۔ اس نے وال کلاک کو دیکھا جہاں ساڑھے بارہ بج رہے تھے اور وہ تو شام کو آتا تھا۔

وہ ان ہی سوچوں میں غلطاں و پیچاں تھی۔ آج یونیورسٹی سے چھٹی کر لی تھی کیونکہ پڑھائی کر کر کے بقول اس کے اس کا دماغ ہل گیا تھا (جو بقول نوین کے پہلے ہی کھسکا ہوا ہے) لہذا ذہن کو ری فریش کرنے کے لیے آرام سے گھر میں مزے کر رہی تھی۔

اور اس کی اس اچانک چھٹی پر سب سے زیادہ خوش عینی تھی۔ اس کا دل چاہ رہا تھا۔ بھنگڑے ڈالے۔ حماد کو بھی میسج کر کے یونی ورسٹی آنے کو کہہ دیا تھا۔

''ماہا ....'' تائی جان کی آواز پر وہ خیالوں سے چونکی اور کچن کی طرف چلی آئی۔

''جی تائی جان!''

''بیٹا جاؤ ذرا حیدر کی شرٹ پریس کر دو۔'' انہوں نے پیار سے درخواست کی۔ کام والی بھی نظر نہیں آ رہی تھی۔ نجانے کہاں تھی۔

''کیا میں ...'' اس کے فرشتے کوچ کرنے لگے جتنا وہ اس سے دور بھاگنا چاہتی تھی، اتنا ہی اس کے ''متھے'' لگنا پڑتا تھا۔

''لیکن تائی جان! ان کے کپڑوں کو کیا ہوا ہے۔ ٹھیک ہی تو ہیں۔'' وہ ہر قیمت پر حیدر کے کام سے جان چھڑانا چاہتی تھی۔ تائی ہلکا سا مسکرائیں۔

''دراصل حیدر کو ضروری کام سے اسلام آباد جانا ہے۔ کہہ تو رہا ہے کہ رات تک آ جائے گا مگر تم پھر بھی اس سے پوچھ کر احتیاطاً دو ایک سوٹ پیک کر دو۔''

مسالہ بھونتے تائی نے ازلی نرم لہجے میں بتایا۔

چار و ناچار جانا ہی پڑا۔ وہ آج کے منحوس دن کو کوسنے لگی کہ کیوں چھٹی کی اور مفت کی مصیبت مول لے لی۔ دروازے پر ہلکی سی دستک دے کر وہ اندر داخل ہوئی۔ حیدر موبائل پر کسی سے باتوں میں مصروف تھا۔ شاید ابھی نہا کر نکلا تھا۔ تولیہ گردن کے گرد لپٹا ہوا تھا اور بال بھی سلجھے ہوئے نہیں تھے۔ باتیں کرتے کرتے اس نے گردن گھما کر سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

''تائی جان نے کہا ہے کہ آپ کی شرٹ استری کر دوں۔'' اس نے اپنی آمد کا مقصد بیان کر دیا اور اب منتظر تھی۔ حیدر نے انگلی سے وارڈروب کی طرف اشارہ کر دیا۔ وہ ذرا جھجکتی اس کی وارڈروب کی طرف آئی۔ کھول کر دیکھا مگر کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ کون سی شرٹ نکالے۔ ویسے یہ تو ماننے والی بات تھی کہ اتنی آرگنائزڈ وارڈروب تو ان لڑکیوں کی بھی نہیں تھی۔

''واہ جناب سلیقہ مند ہیں۔'' سراہنا تو بنتا تھا۔ حیدر گو کہ باتیں کر رہا تھا مگر دھیان اسی طرف تھا۔ اس کی الجھن محسوس کرتے اس نے فون ذرا سا کان سے ہٹا کر اس کی مشکل آسان کر دی۔

''وائٹ والی کالرڈ شرٹ پریس کر دو۔'' اس نے شرٹ نکال لی۔ وہ فون بند کر کے بالکنی میں شاید تولیہ پھیلانے چلا گیا۔ احتیاط سے اس کی شرٹ پریس کر کے وہ کمرے میں لائی تو وہ کہیں نظر نہ آیا۔

''ہیں، یہ کہاں چلے گئے؟'' اس نے سوچا پھر کھسکنے لگی مگر نگاہ سامنے رکھے سی ڈیز ریک پر پڑی۔ وہ ٹھٹک کر رک گئی۔

''اوہ تو یہ مزے ہیں جناب کے۔ یقیناً نورا فتحی یا نرگس کے ڈانس کی۔'' دل ہی دل میں اسے کمینی سی خوشی ہونے لگی۔

''ہونہہ بڑے پارسا بنتے ہیں اور اندر سے کیا ہیں۔'' وہ انہیں الٹنے پلٹنے کی نیت سے ریک تک پہنچی جب پیچھے سے حیدر کی آواز آئی۔

''یا وحشت۔'' وہ اچھل پڑی۔ ''یہ کہاں سے برآمد ہوئے ہیں۔'' حالانکہ دیکھ لیا تھا کہ ڈریسنگ سے آمد ہوئی ہے۔

''جاؤ اب کھڑی کیوں ہو۔'' طوطا چشمی کی حد



www.zemtime.com

کرتا اس کی گیٹ لاسٹ کا سگنل دیتی آنکھیں اور تاثرات پر ماہا کے گال بے عزتی کے احساس سے تپ اٹھے۔ اس نے ایک خوں خوار نظر اس بدتمیز پر ڈالی جو اب شرٹ کے کفس بند کر رہا تھا اور غصے سے کمرے سے نکل گئی۔

''اِل مینرڈ ...... بدتمیز۔'' دل ہی دل میں اسے القابات سے نوازتی وہ نیچے آئی۔ جہاں دونوں خواتین تشریف لا چکی تھیں۔ چچی نے اس کے پھولے چہرے کو دیکھا تو پوچھنے لگیں۔

''کچھ نہیں چچی جان بس کسی کا خیال آ گیا تھا تو آگ لگ گئی۔''

''خیر ہو بھئی۔ ایسی کون سی ہستی ہے۔ جس کا خیال بھی جلا دیتا ہے۔ پھر تو سردی میں خوب یاد کرنا تاکہ آگ تاپ سکو۔''

انہوں نے شریر انداز میں مشورہ دیا۔ وہ بڑی زندہ دل تھیں۔ وہ مسکرا پڑی۔

''مشورے کا شکریہ۔ عمل کروں گی۔ یہ بتائیں اتنی دیر کیوں لگا دی۔ کیا کیا خریدا ہے۔'' ماما بھی فریش ہو کر آ گئیں اور وہ ان کی لائی گئی اشیاء دیکھنے لگی۔

☆☆☆

ان سب کے آنے پہ سارا قصہ گوش گزار کیا گیا تو وہ اسے تسلی دینے لگیں۔

''ویسے ماہا یار! تم بہت ڈرپوک ہو۔ تم بھی سنا دیتیں موصوف کو۔ ذرا پتا چلتا انہیں کہ بے عزت ہو کر کیسا لگتا ہے۔'' نوین نے مشورہ دیا۔

''اور نہیں تو کیا۔ موصوف بہت ہی اونچی شے سمجھتے ہیں خود کو۔ احسان فراموش کہیں کے۔'' عینی کو بھی بہن کی بے عزتی بری لگی۔

''میں سنا دیتی تو مجھے جواباً کیا کچھ برداشت کرنا پڑتا۔ اگر اتنی ہمت ہے تو تم لوگ کیوں نہیں کہہ دیتیں۔ خواہ مخواہ مجھے الٹے سیدھے مشورے دینے کی ضرورت نہیں۔''

''ایک تو تم سے ہمدردی کر رہے ہیں اور تم ہوا الٹا ناراض ہو رہی ہو۔''

بہن کی محبت وحبت صیت سب بھول بھال گئی۔ عینی برا مان گئی۔

''ویسے ماہا! تم کو یقین ہے کہ وہ سی ڈیز ایسی ویسی تھیں۔ مطلب ......'' عروین تو کسی اور ہی سوچ میں تھی۔

''صد فی صد۔'' اس نے بڑے یقین سے کہا۔

''ہو سکتا ہے وہ اسلامی درس کی ہوں۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہو۔'' عروین کو یقین نہیں آ رہا تھا۔ دراصل حیدر کا ٹیسٹ ایسا نہیں تھا، ناچ گانے دیکھنے والا۔

''اچھا درس کی سی ڈیز کو کوئی اتنا لپیٹ لپاٹ کر رکھتا ہے بھلا۔ یقیناً ایسی ویسی ہی ہوں گی۔''

''مطلب کیا ہے تمہارا۔ اگر اتنی لپیٹ کر رکھی ہوئی تھیں تو تمہیں نظر کیسے آ گئیں۔'' نوین نے بھی طنز کیا۔

''مت کرو یقین۔ دوسروں کو نصیحت خود میاں فصیحت۔ یہاں وہ والا معاملہ ہے۔'' اس کا یقین پختہ تھا۔

''عروین! دو کپ چائے بنا کر حمدان کے ہاتھ بھیج دو۔''

ملک الموت کی آواز پر وہ سب بے اختیار پلٹی تھیں۔ وہ کچن کے دروازے پر کھڑا تھا۔ اس کے گمبھیر تاثرات دیکھ کر اندازہ لگانا مشکل ہو رہا تھا کہ موصوف کیا کچھ سن چکے تھے۔

''آ..... آپ حیدر بھائی۔ آپ کب آئے؟'' ہوش پہلے عینی کو آیا۔ ہکلاتے ہوئے پوچھا۔ کیونکہ آخری مصدقہ اطلاع کے مطابق تو موصوف ٹیک آف کر چکے تھے۔

www.zemtime.com

"میں گیا کب تھا۔ پلیز دو کپ چائے۔" اسی انداز میں کہتا وہ مڑ گیا۔

"ہیں...... یہ.... یہ کیسے؟" ماہا کو تو لگ رہا تھا کہ اس کے حواس شاید ساتھ چھوڑ گئے تھے۔

سب اسے غصہ سے دیکھنے لگیں۔

"نجانے کب آئے ہوں۔ کیا کچھ سنا ہو۔ ماہا تیری تو خیر نہیں۔"

نوین کو اس سے البتہ ہمدردی ہو رہی تھی۔ اور اسے اپنے گلے میں پھانسی کا پھندا صاف نظر آ رہا تھا۔ اپنی جوان مرگی پر ابھی سے اس پر رقت طاری ہو رہی تھی۔

ایک ضروری دوست کے آ جانے کی وجہ سے اس کا جانا ڈیلے ہو گیا تھا۔ وہ اس کے ساتھ کوئی نیا پراجیکٹ شروع کر رہا تھا۔ چار بجے وہ اسلام آباد کے لیے نکل گیا۔ سب کے بہلانے اور سمجھانے پر وہ بھی مطمئن ہو گئی تھی۔ یقیناً اس نے کچھ نہیں سنا تھا۔ سو رات کو وہ سب کالونی کی واک پر نکل گئیں۔

سمندری ٹھنڈی ہوائیں اٹھکیلیاں کرتی موڈ خوش گوار کر گئیں۔ واک کرتے وہ سب مین روڈ تک نکل آئیں۔

آئس کریم پارلر سے عینی نے سب کو ان کی من پسند آئس کریم کھلائی پھر گپ شپ کرتی وہ اطمینان سے گھر آئیں۔ اور لاؤنج میں حیدر کو دیکھ کر ساکت ہو گئیں۔ آج کا دن ہی خراب تھا جو بار بار سارے اندازے غلط ہو رہے تھے۔ ڈرتے ڈرتے کلاک کی جانب نگاہ کی۔ بارہ بج چکے تھے۔

وہ خود حمدان اور یاسر کو بھی ساتھ لے کر نہیں گئی تھیں بلکہ زبردستی ڈانٹ کر انہیں گھر میں بٹھا دیا تھا اور حیدر کو تفریح پر کوئی اعتراض نہ تھا مگر یوں ان سب کا اتنی رات گئے اکیلے گھومنا پسند نہیں تھا۔

حیدر نے تو خیر صرف نظروں سے ہی وارننگ دی تھی مگر مما اور چاچو نے تو خوب ڈانٹا۔ حمدان اور یاسر دانتوں کی نمائش کرتے اس ساری صورت حال سے لطف اندوز ہو رہے تھے کہ ان دو معصوموں کو کیسے زبردستی گھر پر چھوڑ دیا گیا تھا آخر کار تایا اور تائی کی مداخلت سے انہیں رہائی نصیب ہوئی اور انہوں نے شکر کا کلمہ پڑھتے اپنے ٹھکانوں کا رخ کیا۔

☆☆☆

چچی جی لاؤنج میں کپڑے پھیلائے بیٹھی تھیں تائی اور ماما بھی موجود تھیں۔

"یہ سوٹ مجھے اچھے لگے تھے تو میں نے خرید لیے، دیکھیے بھابھی۔ اچھے ہیں ناں۔" وہ آج شاپنگ کر کے آئی تھیں۔ دونوں خواتین کپڑوں کو ہاتھوں میں اٹھائے جانچ رہی تھیں۔

"بہت اچھے ہیں اور خوب صورت بھی۔ عروین کے لیے ہیں؟" تائی نے پوچھا۔

"جی بھابھی، بھائی صاحب اب شادی پر اصرار کر رہے ہیں۔ سبطین امریکہ سے آنے والا ہے۔ عروین کا بھی بس لاسٹ سمسٹر ہے۔ سوچتی ہوں بھائی جی سے مشورہ کر کے کوئی مناسب تاریخ رکھ لیتے ہیں۔"

چاچی کے بھائی کی اپنی کنسلٹنگ فرم تھی۔ جما جمایا بزنس تھا۔

"عروین اور عینی۔ دونوں کی شادی اکٹھی کریں گے۔ حسین نے سوچ لیا ہے۔"

"احسن بھی یہی کہہ رہے تھے بھابھی۔ حماد کے گھر والے بھی تقاضا کر رہے ہیں۔" تائی نے سر ہلایا۔

"اور ماہا کا معاملہ بھی اگر نپٹا لیا جائے۔" تائی نے ماما کو دیکھا۔ انہوں نے بھی تائید کی۔

"اللہ بچیوں کے نصیب اچھے کرے۔ انہیں اپنے گھروں میں خوش آباد رکھے۔" تائی کی دعا پر

www.zemtime.com
ZEMTime SINCE 2014

انہوں نے دل میں آمین کہا اور یہ سب سنتی نوین کو یقین ہوگیا کہ ماہا کا وقت پورا ہو چکا۔
ماہا تو خود پریشان تھی۔ ماما نے اب تک اس سلسلے میں کوئی بات ہی نہیں کی تھی کہ وہ کوئی رائے دے سکتی یا اعتراض اٹھاتی۔ اور یہی بات اسے ڈپریس کررہی تھی۔
"ہائے تیرا کیا بنے گا ماہا احسن۔" اور اس دن تو حد ہوگئی۔ جب شام کو دادا مرحوم کے ریکارڈ پر وہ غم زدہ غمگین ہیروئن بنی۔ سر میز پر رکھے سن رہی تھی اور نیر بہا رہی تھی۔
"پنجرے کے پنچھی رے۔ تیرا درد نہ جانے کوئی۔ تیرا درد نہ جانے کوئی۔"
عزوین اسے تلاشتی آئی تو اس قدر نحوست پھیلانے پر دل چاہا، دو چار جوتے تو لگا ہی دے۔ مگر خیر۔ ہمدردی بھی محسوس ہوئی۔
"اٹھو ماہا۔ یوں کب تک سوگ مناتی رہوگی۔ دنیا بزدلوں کے ساتھ نہیں ہوتی۔ جاؤ اور اپنے حق کے لیے لڑو۔" اس نے ایک اداسی اسے دیکھا پھر گہری سانس خارج کرتے آہ سی لی۔
"نہ چھیڑو ہمیں۔ ہم ستائے ہوئے ہیں
بہت زخم سینے پر کھائے ہوئے ہیں"
"ایک ریکارڈ کیا کم تھا۔ جو تم بھی بجنے لگی ہو۔" اس کی بے سری آواز کو بمشکل ہضم کرتے اس نے زبردستی اسے اٹھایا۔
"آؤ بڑی زبردست سی چٹ پٹی چاٹ بنائی ہے مل کر کھاتے ہیں اور غم بھگاتے ہیں۔"
چاٹ کے نام پر اس نے فی الوقت سب غموں کو پسِ پشت ڈالا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ پھر دوران دعوت سب کے ہمت دلانے پر حیدر سے براہ راست بات کرنے پر راضی ہوئی۔
"دیکھو، دل مضبوط رکھنا۔"
"ڈرنا نہیں۔"
"ہمت مرداں مدد خدا۔"
"تمہاری ساری زندگی کا معاملہ ہے یہ۔"
اسے طرح طرح سے حوصلہ، دلاسا دیتے انہوں نے حیدر کے کمرے کی طرف دھکیلا۔ وہ بھی دل کڑا کر کے پہلے مرحلے کے لیے تیار ہوگئی۔
دروازے پر دستک دے کر وہ اندر چلی آئی۔
کمرے میں بہت اندھیرا تھا۔ پردے گرے ہوئے تھے۔ اسے ذرا ڈر لگا۔ کچھ سجھائی نہیں دے رہا تھا تو آگے بڑھ کر اندازاً لائٹ لگائی۔ ٹچ کی آواز سے سارا کمرہ پل بھر میں روشن ہوگیا۔ بیڈ پر لیٹے حیدر نے آنکھوں سے ہاتھ ہٹا کر اس دخل در معقولات کرنے والے کو دیکھا۔ ماہا کو دیکھ کر اس کی آنکھیں حیرت سے پوری کھل گئیں۔
وہ سرعت سے اٹھا اور سائیڈ پر رکھی شرٹ پہننے لگا اور ماہا اس دوران سخت شرمندہ اور گھبرائی کھڑی تھی اسے قطعاً خیال نہیں آیا کہ وہ اس وقت آرام کی حالت میں ہوگا۔ شرٹ پہننے کے بعد وہ غیض و غضب سے اس کی جانب پلٹا۔
"کیوں آئی ہو؟" اس کا سوال متوقع تھا، اب یہ تو نہیں کہہ سکتی تھی کہ آپ کی صورت دیکھنے کو دل مچلے جا رہا تھا یا یہ کہ آپ سے شادی نہیں کرسکتی، یہ کہتے کیونکہ اس کی اپنی پوزیشن سخت آکورڈ لگ رہی تھی سو بہانہ گھڑا۔
"وہ میں چائے لے کر آئی تھی۔"
"چائے؟ اچھا کہاں ہے وہ چائے۔" اس نے حسب عادت طنزیہ انداز میں اس کے خالی ہاتھوں کو دیکھا۔
"نہیں، دراصل میں چائے کا پوچھنے آئی تھی آپ سے، تائی جان نے کہا ہے۔" اٹک اٹک کر کہتی وہ ذرا روانی سے بولنے لگی۔ جواباً وہ کچھ کہے بغیر یونہی اسے دیکھے گیا۔ گہری نیند سے بیدار ہوئی آنکھیں لال انگارہ ہو رہی تھیں۔ اس کا دل کانپنے


www.zemtime.com

لگا۔ وہ ہمت کر کے پلٹی۔

''میرا خیال ہے، اب میں چلتی ہوں۔ آپ شاید چائے نہیں پینا چاہتے۔''

وہ دروازے تک پہنچی جب پیچھے سے وہ ٹھنڈے لہجے میں بولا۔

''اگر آئندہ بغیر ناک کیے تم یوں میرے کمرے میں گھسیں تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔ اور دوسری بات۔ میرے لیے ایک کپ چائے اور دو ڈسپرین بھجوادینا۔ اب جاؤ تم۔''

اور وہ کیا کیا منصوبے بنا کر آئی تھی جب ناکام پلٹی تو ان سب نے مل کر وہ حشر کیا کہ اس نے ساری گھبراہٹ، لڑکھڑاہٹ کو خیر باد کہہ دیا۔

☆☆☆

گھر میں شادی کی ہلکی پھلکی تیاریاں شروع ہوگئی تھیں۔ عینی تو خوشی سے پھولے نہ سمارہی تھی۔ دل تو چاہتا تھا کہ خوب بھنگڑے ڈالے۔ ماما نے بھی اب حماد سے زیادہ بات چیت کرنے پر پابندی لگا دی تھی، عروین البتہ نارمل تھی۔ خوش تو ماہا بھی تھی کہ خاندان کی پہلی پہلی شادیاں تھیں مگر اپنی فکر اسے کم ہی بے فکر ہونے دیتی۔

تینوں بزرگ خواتین سرفراز ماموں کے ہاں گئی ہوئی تھیں۔ حمدان اور یاسر میچ کھیلنے گراؤنڈ میں۔ مرد حضرات ابھی دفتر سے نہیں لوٹے تھے۔ میدان خالی تھا۔ سو عروین کے زرخیز دماغ نے پلان بی پر عمل درآمد کے لیے اس وقت کو آئیڈیل قرار دیا تھا اب تیاری شروع کی گئی۔ حیدر کی آمد میں کچھ وقت تھا۔

''تم ایسا کرو ماہا۔ یہ سوٹ پہنو۔'' عینی نے ڈھونڈ ڈھانڈ کر ایک زرق برق سوٹ نکالا تھا۔ اس کے لشکارے دیکھ کر اس کی آنکھیں چندھیا گئیں۔

''یہ...'' ماہا کی چیخ سے مشابہ آواز نکلی۔ یہ میرون سوٹ بطور عیدی نوین کے لیے آیا تھا۔

''ہاں کیا خرابی ہے اس میں۔'' وہ کمر پر ہاتھ رکھ کر مڑی۔

''خرابی؟ اس میں خوبی کون سی ہے۔ نا بھئی میں کوئی کسی شادی پر جارہی ہوں جو ایسا بھڑکیلا، چمکیلا لباس پہنوں۔'' اس نے صاف انکار کردیا۔

''زیادہ نخرے دکھانے کی ضرورت نہیں۔ اگر تمہیں اپنا مستقبل عزیز ہے اور حیدر سے چھٹکارا پانا ہے تو جیسا ہم کہیں، اس پر عمل کرو۔'' عروین نے زور دے کر سمجھایا۔

''لیکن یہ تو...'' اس نے کچھ کہنا چاہا۔

''بس چپ، فضول میں کج بحثی کیے جارہی ہو۔ حیدر کو ڈیسنٹ اور سمپل لڑکیاں اچھی لگتی ہیں۔ یہ چھمک چھلو ٹائپ کی لڑکیاں سخت زہر لگتی ہیں اسے۔ اگر تم اس سے براہ راست بات کر کے اپنا انکار نہیں پہنچا سکتیں تو خود کو ایسا بنا کر پیش کرو کہ وہ خود تمہیں ریجیکٹ کردے۔''

عروین کی تقریر میں اسے لفظ ڈیسنٹ اور ریجیکٹ دونوں پر اعتراض تو شدید ہوا مگر صبر کے گھونٹ پی کے رہ گئی۔ اس وقت ان سے بگاڑ بھی نہیں سکتی تھی۔

وہ سب اسے ڈریسنگ اسٹول پر بیٹھا کر جت گئیں اور جب فخریہ مسکراتی ہٹیں تو خود کو آئینے میں دیکھ کر اس کی چیخ ہی نکل گئی۔

اتنا ڈارک اور ہیوی میک اپ۔ ڈارک میرون لپ اسٹک۔ آئی شیڈو اور بلش آن وہ بالکل کسی سرکس کی جوکر لگ رہی تھی۔ بال بھی کھول کر شانوں پر بکھیر دیے تھے۔ بس ہاتھ میں بال تھمانے کی کسر رہ گئی تھی۔

''میں کیا کسی مقابلہ چڑیل میں جارہی ہوں جو اتنا تیز میک اپ کردیا ہے تم سب نے، اوپر سے یہ ڈریس اور کھلے بال۔'' وہ جیسے رو دینے کو تھی جواباً تینوں دانشور بن کر اسے ڈانٹنے لگیں اور افادیت پر

لیکچر دینے لگیں کہ گاڑی کے مخصوص ہارن نے انہیں مزید پرجوش کر دیا۔

"لگتا ہے حیدر آ گیا ہے۔ چلو اٹھو اور دکھا دو کہ تم کسی سے کم نہیں۔"

"مگر عروین! میں اس حلیے میں اس کے سامنے کیسے جاؤں گی۔" وہ بے چارگی دعاجزی سے بولی۔

"اٹھو پیاری بہن۔ ہمت پکڑو۔ اگر آج یہ سنہری موقع ضائع کر دیا تو زندگی بھر پچھتانا پڑے گا۔"

سمجھاتے بجھاتے وہ اسے پورچ تک لانے میں کامیاب ہو گئیں اور پھر اسے چھوڑ کر خود غائب۔ وہ بے چینی سے ہاتھ ملتی اس کے آنے کا انتظار کر رہی تھی۔ نجانے گاڑی کو ڈرائیو وے پر روکے وہ کیا کر رہا تھا۔ گاڑی آئی اور حیدر کے ساتھ کوئی اجنبی صورت دیکھ کر اس کے اوسان خطا ہو گئے۔ اور گاڑی سے باہر آیا حیدر خود مجسمہ بنا ساکت کھڑا اس نمونے کو پہچاننے کی کوشش کر رہا تھا۔ اجنبی بھی یقیناً شاکڈ رہ گیا تھا۔ ایسا حسن اس نے شاید زندگی بھر نہیں دیکھا تھا۔ اس کے پسینے چھوٹنے لگے۔

"وہ بدتمیز، خود تو گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہو گئی ہیں اور مجھے اس عجیب صورت حال میں چھوڑ گئی ہیں۔"

کیا کرے کیا نہ کرے۔ اس نے عقل استعمال کرتے ہوئے سلام جھاڑا۔

"السلام وعلیکم بھائی جان۔" فرماں برداری و تابع داری کے ریکارڈ توڑتے اس نے سلام کیا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑی۔ بھاگنے میں ہی عافیت تھی۔ مگر بیڑا غرق۔ عینی کی ہائی ہیل لڑکھڑائی مگر خود کو سہارا دینے کے لیے پیچھے آتے حیدر کا بازو تھاما اور شاید کچھ زیادہ ہی زور سے پکڑ لیا تھا کہ اس کے لمبے ناخن اس کے بازوؤں میں کھب سے گئے۔

"حیدر! ہو از شی۔" وہ دوسرا قدرے حیرت سے پوچھ رہا تھا۔ حیدر نے اس کا ہاتھ سرعت سے ہٹایا اور مڑا۔ اس کے یوں بے دردی سے ہاتھ جھٹکنے پر وہ دوبارہ لڑکھڑائی مگر جلد ہی سنبھل گئی۔ وہ کون تھا۔ ماہا نے اسے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

وہ منظر سے فوراً غائب ہو گئی۔ اندر آ کر اسے خود پر بھی سخت غصہ آیا جو یہ بے وقوفانہ حرکتیں ان تینوں کے کہنے پر کر رہی ہے۔ رات تک وہ اپنے کمرے میں بند رہی۔ ماما کے بہت کہنے پر وہ کھانے کے لیے نہیں نکلی۔

حیدر کا کوئی دوست آیا تھا۔ جس نے ڈنر ادھر ہی کیا تھا۔ ان سب کو بھی اس صورت حال کا اندازہ نہ تھا اب اسے تسلی دیے جا رہی تھیں۔ پاپا خود آئے اس کے کمرے میں وہ طبیعت کی خرابی کا بہانہ کر کے انہیں بھی ٹال گئی۔ اس ہلاکو کا سامنا کرنا بڑا دل گردے کا کام تھا آج۔

مگر کب تک۔ اگلا پورا دن بھی وہ بجھی بجھی سی رہی۔ ماما بھی فکر مند ہو گئیں۔ یوں بھی شروع سے ہی وہ بہت نازک رہی تھی۔ وہ انہیں تسلی دے کر بہلانے لگی۔ مگر رات کو جب اس کی طلبی کا پیغام دے کر حمدان معنی خیزی سے مسکراتا رفو چکر ہوا، تب سب حقیقی معنوں میں پریشان ہو گئیں۔ وہ یہ پیغام نظر انداز کرنا چاہتی تھی مگر جب یاسر بھی آیا تو اسے مجبوراً جانا پڑا۔

کمرہ وہی تھا۔ اور جج بھی وہی۔

"ڈھیٹ بنی رہنا۔ کھا نہیں جائے گا تمہیں۔" عینی کی نصیحت یاد آئی تو ذرا حوصلہ بڑھا۔

"ہوں۔" حیدر کرسی سے اٹھا اور اس کے مقابل کھڑا ہو گیا۔ بغور اس کا جائزہ لیتے اس نے

www.zemtime.com

ایک ایک لفظ پر زور دے کر پوچھا۔
''اس سب ڈرامے کا مقصد کیا تھا؟''
''کس ڈرامے کا۔'' بھیگی مرغی جیسی آواز نکلی تو خود پر غصہ آیا۔
''بہادر بنو ماہا.....''اس نے خود کو ڈانٹا اور حیدر کو دیکھا جو جواب طلب انداز سے اسے دیکھ رہا تھا۔
''وہی ڈرامہ جو تم نے میرے آنے پر کیا تھا کل۔'' کل پر زور دیا گیا۔
''مگر میں تو اس وقت کوئی ڈرامہ نہیں دیکھ رہی تھی۔'' ڈھٹائی زندہ باد۔اس نے سوچا۔
''میں ٹی وی والے ڈرامے کی بات نہیں کر رہا۔'' وہ اب بھی بڑے تحمل وسکون سے بول رہا تھا۔
''جی میں سمجھی نہیں۔'' اس نے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹائیں۔
''دیکھو ماہا! میری نرمی کا ناجائز فائدہ مت اٹھاؤ۔'' اس کا ضبط جواب دینے لگا تھا۔اور اسے زچ کرتی ماہا کی بہادری بھی بس رخصتی چاہتی تھی کہ اتنے میں ''فارن ایڈ'' آ پہنچی۔
''حیدر بھائی! وہ ماما بلا رہی ہیں اسے۔'' عینی آگے بڑھی۔
''اس کا فون آیا ہے بہت ضروری۔اس کی فرینڈ کی پرنانی کا انتقال ہو گیا ہے اور اس خوشی میں کل ایک فنکشن ہے۔اسی کی تیاری کرنی ہے۔اچھا خدا حافظ چلو ماہا۔''
عروین عینی الٹا سیدھا بولتی افراتفری میں اسے ہانک کر لے گئیں۔ایسے کہ وہ جینئس ہٹلر بھی ہکا بکا کھڑا رہ گیا۔معاملہ کیا تھا۔سمجھا ہی نہیں۔

☆☆☆

دونوں لڑکیوں کی ڈیٹ فکس ہونے والی تھی۔ اور گھر میں کام بہت بڑھ گئے تھے۔وہ بھی سب بھول بھال کر تیاریوں میں لگی تھی۔سوچ لیا تھا کہ جو ہوگا۔دیکھا جائے گا۔صاف انکار کر دیگی۔
چچی جان کے کمرے میں وہ لیٹی تھی۔کیونکہ ابھی ان کے ساتھ اس نے کافی کام کروایا تھا۔
اتوار کو حماد اور سبطین کی فیملی ڈنر پر انوائیٹڈ تھیں۔اسی دن ڈیٹ فکس ہونی تھی۔چچی جان نے ابھی سے خریداری شروع کر رکھی تھی۔ابھی بھی وہ ان چیزوں کی لسٹ بناتی اور جو مزید آنا ہے ان کی لسٹ بنا کر فارغ ہوئی تھی۔نوین تائی جی کے ساتھ لگی ہوئی تھی۔عینی اور عروین دونوں اپنے بوتھے سنوارنے پارلر گئی ہوئی تھیں۔حالانکہ نوین نے کہا بھی۔
''حماد اس چہرے کو روزانہ سو بار دیکھتا ہے۔ ایویں فضول میں پیسے خرچ کر رہی ہو خود پر۔''
مگر آج کل وہ کم ہی کسی بات کا مانتی تھی۔ماما اسے تلاش کرتی اندر آئیں۔
''کتنی آوازیں دے ڈالیں مگر تم یہاں چھپی بیٹھی ہو۔'' وہ انہیں دیکھ کر اٹھ کر بیٹھ گئی۔
''کوئی کام تھا آپ کو۔''
''کام تو نہیں مگر ایک ضروری بات کرنی ہے تم سے۔''اس کے قریب بیٹھتے انہوں نے محبت سے اسے دیکھا۔وہ ان کے کندھے سے سر ٹکا گئی۔
''جی بولیے،سن رہی ہوں۔''
''بیٹیاں کتنی جلدی بڑی ہو جاتی ہیں۔دیکھو تو ذرا۔کل کی بات ہے جب تم اور عینی اتنی اتنی سی میری گود میں تھیں اور آج۔''ان کی آنکھوں میں نمی چمکی۔وہ بے اختیار ان کے گرد بازو کا حلقہ بنا گئی۔
''اداس مت ہوں ماما۔ میں تو ہوں گی نا آپ کے پاس۔''
''ہاں اب لگتا ہے کہ تم میرے پاس،میرے قریب ہمیشہ رہ سکو گی۔''ان کی بات پر وہ نا بھی



www.zemtime.com

سے انہیں دیکھنے لگی۔
''بات یہ ہے ماہا! کہ حیدر کے ایک فرینڈ کا پرپوزل آنے والا تھا تمہارے لیے۔ تمہیں اگر یاد ہو تو اکبر بھائی کے گھر میلاد کے فنکشن میں ہماری ملاقات تمہارے پاپا کے فرینڈ کی فیملی سے ہوئی تھی۔'' انہوں نے یاد دلایا۔ اسے بھی یاد آ گیا۔
وہ ڈیسنٹ سی آنٹی۔ جو لندن سے آئی تھیں۔
''ان کا بیٹا ہوتا ہے لندن میں۔ بزنس کرتا ہے بہت اچھی فیملی تھی مگر نجانے کیوں بھابھی نے انہیں انکار کر دیا۔ حالانکہ تمہارے پاپا نے بھابھی کے کہنے پر رضامندی دے دی تھی۔ مگر چونکہ کچھ فائنل نہیں ہوا تھا سو تم سے ذکر ضروری نہیں سمجھا۔''
''اوہ اچھا تو وہ میٹنگز اس سلسلے میں تھیں۔ مگر تائی نے انکار کیوں کر دیا۔''
وہ سمجھ گئی کہ انہیں حیدر کو لے کر غلط فہمی ہوئی تھی جہاں اس نے سکھ کا سانس لیا، وہاں افسوس بھی ہوا کہ لندن پلٹ کو منع کیوں کر دیا گیا۔ اور ماما بتا رہی تھیں۔
''مگر اب بھابھی نے حیدر کے لیے بات کی ہے۔ اور تمہارے پاپا اور ہم سب اس رشتے پر بہت خوش ہیں۔ تم بتاؤ تم کیا کہتی ہو۔'' اس کا دماغ بھک سے اڑ گیا۔
''ماما حیدر۔ پلیز ماما۔'' اس سے تو بات ہی پوری نہیں ہو رہی تھی۔
اس کے رنگ بدلتے چہرے کو دیکھتی ماما ذرا پریشان ہو گئیں۔''
''کیا ہوا ماہا کیا تم راضی نہیں ہو؟ تمہارے تایا، تائی نے بڑے مان و دعوے سے مانگا ہے تمہیں۔ اور سچ پوچھو تو یہ میری بھی شدید خواہش تھی کہ میری ایک بیٹی۔ میری نظروں کے سامنے رہے۔ پھر حیدر بہت بہترین لڑکا ہے دیکھا بھالا۔ صورت و سیرت دونوں میں بے مثال۔''
ماما اس کی مدح سرائی میں مصروف تھیں۔ اگر سب راضی ہیں تو اس سے پوچھ کر۔۔۔ یا بتا کر کون سی فارمیلٹی نبھائی جا رہی تھی۔
''ماما! میں اس رشتے پر راضی نہیں ہوں۔ حیدر مجھ سے بہت مختلف ہے۔ وہ مشرق ہے تو میں مغرب۔ ہم دونوں کا مزاج۔ سوچ۔ کچھ بھی نہیں ملتی ماما۔''
اس کے اس قدر واضح جواب پر ماما چپ کر گئیں، وہ ان کے بولنے کی منتظر۔ انہیں دیکھے جا رہی تھی جو سخت مایوس نظر آ رہی تھیں۔
''تم ایک دفعہ پھر سے سوچ لو۔ اتنی جلد بازی اچھی نہیں ہوتی۔ وقت لینا ہے تو لے لو۔ مگر یوں۔'' انہیں شاید ماہا سے صاف انکار کی امید نہ تھی۔ کہنا تو وہ بہت کچھ چاہتی تھی مگر ان کے بجھے چہرے کو دیکھ کر خاموش ہی رہی۔

☆☆☆

رات جب یہ بات اس نے ان چاروں کو بتائی تو سب چونک گئیں۔
''یہ دوست وہی تو نہیں جو ڈنر پر بھی آئے تھے۔ جب ماہا جوکر.. مطلب تیار ہوئی تھی۔'' نوین کی دور کی کوڑی لائی اور پھر تصدیق بھی ہو گئی۔
''مجھے لگتا ہے تمہارا اتنا بونگا حلیہ اسے پسند نہیں آیا ہوگا۔ اسی لیے بھاگ لیا۔''
نوین نے تجزیہ کیا پر اسے وہ ہینڈسم لڑکا یاد آ گیا جو حیدر کی گاڑی سے نکلا تھا۔
''ہائے میرے نصیب کتنا ہینڈسم تھا وہ۔ کم از کم اس کھڑوس، سڑو حیدر سے تو سو گنا اچھا۔'' اس کا افسوس دو چند ہو گیا۔
اس کے انکار کی بھنک حیدر کو بھی پڑ گئی تھی۔



www.zemtime.com

اتوار کو چونکہ تاریخ طے ہوئی تھی سو کام بھی زیادہ تھا۔ وہ بھی مصروف تھی۔ دونوں دلہنیں تو ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی مزے کر رہی تھیں۔ وہ آتے جاتے انہیں جتا رہی تھی۔ دونوں شاہانہ انداز میں مسکرائے جا رہی تھیں۔

''ماہا جان! ایک چائے کا کپ اسٹڈی میں پہنچا دو۔'' چچی جی نے آواز لگائی۔ وہ فلاسک سے چائے کپ میں ڈال کر اسٹڈی میں آئی۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ البتہ لیپ ٹاپ آن تھا یوں جیسے کوئی کام کرتے کرتے چھوڑ گیا ہو۔

اس نے کپ احتیاط سے ٹیبل پر رکھا اور جانے کو مڑی جب وہی سی ڈیز کا پیکٹ اسے وہاں نظر آیا۔ اس کا تجسس جاگ اٹھا۔ آگے بڑھ کر اس نے ایک سی ڈی نکال کر دیکھا۔ سلور کلر کی چمکتی سی ڈی بظاہر عام سی لگ رہی تھی۔ کچھ سوچ کر اس نے لیپ ٹاپ میں وہ سی ڈی ڈالی۔ فائل میٹنگ میں پھر جا کر اسے کھولا۔ پر ان میں شاید صرف ڈاکیو مینٹس تھے۔

اس نے دوسری سی ڈی بھی لگائی مگر کچھ نہ ملا۔ اچانک ہی ایک ہاتھ پیچھے سے آیا تھا اور اس کے ہاتھ میں تھامی سی ڈی کو پکڑ لیا۔ وہ ڈر کر مڑی۔ وہ حیدر تھا۔ وہ شاید کام کرتے کرتے اٹھ کر گیا تھا۔ وہ خجل سی ہوگئی۔

''دیکھ لیں سی ڈیز۔ کر لی تصدیق کہ یہ کوئی ایسی ویسی سی ڈیز نہیں ہیں۔'' وہ کیا جتانا چاہ رہا تھا۔ وہ سمجھ کر مزید کھسیا گئی۔ یعنی اس نے ساری گفتگو سنی تھی۔ مگر کمال ہے، اس نے کچھ کہا نہیں۔

''آپ غلط سمجھ رہے ہیں۔ میرا وہ مطلب نہیں تھا۔'' اب مزید کیا کہتی۔

''میں سب مطلب اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ تم یہ بتاؤ، انکار کیوں کر رہی ہو۔'' وہ یوں اچانک براہ راست پوچھ بھی سکتا ہے۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔ اب اس کے منہ پر کیسے اس کی برائیاں بتا سکتی تھی سو جلدی سے جانے کو پر تولنے لگی۔

''وہ مجھے بہت کام کرنے ہیں۔ میں۔''

''مجھے معلوم ہے، تم کتنی مصروف ہو مگر اس وقت جو پوچھا ہے۔ اس کا جواب بھی بہت ضروری ہے۔ ہاں بتاؤ۔ وجہ کیا ہے؟''

چیئر پر اطمینان سے بیٹھتے اس نے چائے کا کپ اٹھا کر گھونٹ لیا پھر اس کے رنگ اڑے چہرے کو بغور دیکھنے لگا۔ اس کا انداز اسے مزید بوکھلائے دے رہا تھا۔

''یوں تو محترمہ کی زبان خوب چلتی ہے مگر اس وقت تو لگتا ہے فرشتے بھی کوچ کر گئے ہوں جیسے۔'' اس نے سوچا تھا۔

''یہ سب تمہاری مرضی تھی نا تو اب یوں نخرے کیوں کر رہی ہو۔''

''میری مرضی کیا مطلب۔'' وہ چونکی۔

''ہر وقت مجھے متوجہ کرنے کو تم کیا کیا جتن کرتی رہتی تھیں۔ میرے حواسوں پر سوار رہنے کے لیے ڈرامے بھی خوب کیے تم نے، اب جب سب تمہاری خواہش کے مطابق ہو رہا ہے تو پھر یہ انکار کیوں؟''

اطمینان سے چائے پیتے اس کا لہجہ اسے آگ لگا گیا۔

''آپ کو کس نے کہا ہے کہ یہ میری مرضی ہے۔ کیسے اتنے دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ کو متوجہ کرنے کے لیے ڈرامے کرتی تھی۔ آپ کی توجہ حاصل کرنے کو۔''

اس نے کمال اطمینان سے اس کی بات کاٹ دی۔

''تو پھر ان سب کا مقصد کیا تھا؟''

''آپ غلط سمجھ رہے ہیں۔ میں .....'' اس



www.zemtime.com

نے ہاتھ اٹھا کر پھر اسے بولنے سے روک دیا۔

"اگر میں غلط سمجھ رہا ہوں تو جہانگیر کے سامنے تم اس قدر آکورڈ حلیے میں کیوں آئی تھیں؟"

وہ تمہیں ہی دیکھنے آیا تھا۔ مگر تمہاری بدحواسیاں اور اتنا چیپ حلیہ دیکھ کر اس نے مجھ سے صاف کہہ دیا کہ اسے ایسی چھمک چھلو اور میک اپ زدہ لڑکیوں سے الرجی ہے۔ وہ سوبر اور ڈیسنٹ لڑکیوں کو پسند کرتا ہے۔ تم اس کے معیار سے کہیں آگے کی تھیں۔

حالانکہ اس رشتے پر میں نے سب کو راضی کر لیا تھا۔ بات تقریباً فائنل ہونے والی تھی مگر اب کیا کیا جائے۔ تمہاری پرسنالٹی نے سب کچھ بگاڑ دیا۔

"میں نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا تھا۔" وہ چیخ گئی۔ "جناب کس خوش فہمی میں ہیں۔"

"پھر کیا تھا تمہارا میرے لیے بجنا سنورنا۔ حالانکہ تم جانتی ہو۔ مجھے یہ فضول حرکتیں قطعی پسند نہیں۔" اس نے باقی ماندہ چائے ایک گھونٹ میں ختم کر کے کپ رکھا۔ پھر قدرے معنی خیزی سے اس کے زچ ہوتے چہرے کو دیکھ کر لطف اٹھایا۔

(اس نے بھی مجھے کتنا تنگ کر رکھا تھا)

"اب چھپاؤ مت۔ میں سب جان گیا ہوں۔ مگر یاد رکھنا۔ مجھے لڑکیوں کی یہ آزاد روی نہیں۔ پسند تم میری کزن ہو۔ میرے گھر کی عزت۔ اس لیے میں نے فوراً آگے بڑھ کر تمہارا ہاتھ مانگا ہے۔ تمہاری مشکل آسان کی ہے تاکہ کل کو تمہارے بارے میں کوئی بات نہ کر سکے۔ سب یہی سمجھتے ہیں کہ رشتہ میری مرضی سے طے ہو رہا ہے مگر میں جانتا ہوں۔ حقیقت کیا ہے۔"

تم فکر مت کرو۔ تمہارا راز ہمیشہ راز ہی رہے گا۔ آفٹر آل میں آفندی ہاؤس کا بڑا بیٹا ہوں۔ اس کی عزت میں نہیں سنبھالوں گا تو کون سنبھالے گا۔"

ماہا کا فشارِ خون بڑھتا جا رہا تھا۔ وہ کس قدر خباثت سے یہ سب کہہ رہا تھا۔ وہ خوش فہمی کا شکار اکڑو یہ سمجھ رہا تھا کہ میں اس پر فدا ہوں۔ اف میرے خدا۔ مارے غم و بے بسی کے اس سے کچھ بولا نہیں جا رہا تھا۔

"ہاں یہ بھی سمجھ لینا کہ میں چھپ چھپا کر کچھ بھی کرنے کا قائل نہیں ہوں۔ ہر کام ڈنکے کی چوٹ پر کرتا ہوں۔ یہ سی ڈیز بہت ضروری ڈاکومنٹس کی تھیں۔ اس لیے ان کو احتیاط سے رکھا تھا۔"

سی ڈیز اس کی آنکھوں کے سامنے لہرائی گئیں۔ وہ تو صدمے سے بت بنی اسے دیکھے جا رہی تھی جو حرکتیں اسے متنفر کرنے کو کی تھیں وہ تو الٹا اس کے گلے پڑ گئیں۔ وہ مغرور اس کے عوض اسے اپنا کر احسان کا ٹوکرا اس کے سر پر لاد رہا تھا تاکہ ساری زندگی وہ اس کے بوجھ سے دبی رہی۔

"ہائے یہ کیا ہو گیا تھا۔"

"لگتا ہے شادی، مرگ ہو گیا ہے تم کو۔ ہونا بھی چاہیے۔ مجھ جیسا لائف پارٹنر ہر لڑکی کا خواب ہوتا تھا۔ اور تمہیں تو بن مانگے تمہاری چاہت مل رہی ہے۔" اس کی خود پسندی...... اسے زور کا دھچکا لگا اور ہوش آیا۔

"یہ آپ کی غلط فہمی + خوش فہمی + خود ستائی ہے۔ میرا ایسا کوئی مقصد نہیں تھا۔ آپ خود سے نجانے کیا کیا افسانے بنائے جا رہے ہیں۔"

"اچھی مشرقی لڑکیاں یونہی کہتی ہیں۔ چلو کچھ تو مشرقیت تم میں زندہ ہے۔" اس نے جیسے خراج تحسین پیش کیا۔

"میں سچ کہہ رہی ہوں۔ آپ سمجھتے کیوں نہیں۔" وہ جھنجھلانے لگی۔ آخر کیسے اسے یقین دلائے۔

"ٹھیک ہے، ٹھیک ہے۔" وہ یوں بولا جیسے بچوں کی کسی بچکانہ بات پر بڑے پچکارتے ہیں۔

"آپ.. آپ مجھے کچھ بولنے دیں گے۔" وہ زچ ہو رہی تھی۔ رونا لگ آ رہا تھا۔

"ہائے.... یوں بھی تقدیر پلٹا کھا سکتی ہے۔"

www.zemtime.com

بولنا۔ ضرور بولنا۔ بڑی امی کے سامنے اب یہ انکار تمہارے منہ سے نہ سنوں۔ اچھی لڑکیوں کی طرح شرافت سے بڑوں کے فیصلے پر سر جھکا دینا ورنہ دوسرا آپشن ہے۔

"عابد کا رشتہ بھی آیا ہوا ہے اور میں چاہوں تو سب کو اس پر بھی راضی کر سکتا ہوں اب جاؤ۔"

قدرے رکھائی سے کہتا وہ وارننگ دے کر لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ ہو گیا اور ماہا اسے تو دن میں بھی تارے نظر آنے لگے تھے۔ لڑکھڑاتے قدموں سے وہ باہر نکلتی اس کی وارننگ کو سوچ رہی تھی اور اس کے رونگٹے کھڑے ہو رہے تھے۔

وہ پڑھا لکھا جاہل عابد۔ جس کی پانچ فٹ دو انچ ہائیٹ پر وہ خاندان بھر میں "کوڈو" کے نام سے مشہور تھا۔ اور جس کی گھنی مونچھیں دیکھ کر جنگل کا خیال آتا تھا۔ چمکتا سر گنج پن کا شکار تھا اور ہر لڑکی کو دیکھ کر اس پر عاشق ہو جانا ہابی۔

"ہائے میری سکھیو... بیڑا غرق ہو تم لوگوں کا۔ تمہارے الٹے سیدھے مشوروں نے مجھے کس حال میں پہنچا دیا ہے۔ اللہ کرے حماد تمہیں دیکھ کر پہچاننے سے انکار کر دے اور عروین شادی والے دن تمہیں موشن لگ جائیں اور سبطین کو کرونا ہو جائے۔ ایک دوسرے کو دور دور سے دیکھو ......ترسو۔"

وہ بددعائیں دیتی بے تحاشا روئے جا رہی تھی۔ وہ تینوں نا سمجھی سے اس کے آنسو دیکھے جا رہی تھیں۔ دل میں کیا کیا کہا جا رہا تھا وہ تو سیکرٹ تھا نا کہ زبان پر لا کر ان کی مورل سپورٹ سے ہاتھ نہیں دھو سکتی تھی۔ یہ تو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا تھا۔

اور جب بات کھلی تو نوین سے ہنسی روکنا دشوار ہو گیا جبکہ وہ دونوں اس کے غم میں برابر کی شریک تسلی دیے جا رہی تھیں۔ اور اسٹڈی میں لیپ ٹاپ کو بھولے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے حیدر آفندی اس ساری صورت حال کو سوچتا لطف اندوز ہو رہا تھا۔ اس کے لٹکے ہوئے سرخ چہرے کو تصور میں لاتا مسکراتے ہوئے سوچے جا رہا تھا۔

اس دن اس قدر جلوؤں نے حیدر آفندی کی آنکھیں چکا چوند کر دی تھیں۔ تو جہانگیر کی بھی اس نازک سی لڑکی میں دلچسپی محسوس کر کے نجانے کیوں برا لگا تھا گو کہ وہ آیا ہی اسے دیکھنے تھا مگر اس کا دل چاہا کہ وہ سارے منظر سے ماہا کو غائب کر دے، ڈارک میرون کپڑوں میں اس کی انتہائی سفید رنگت چمک رہی تھی گو کہ اتنا ہیوی میک اپ اور کھلے بالوں کو دیکھتا وہ بھی حیرت زدہ رہ گیا تھا مگر جب اس نے خود کو سنبھالنے کے لیے اس کا سہارا لیا تو اتنے پاس سے اس کی وہ سہی آنکھیں اسے عجیب سے احساسات سے دوچار کر گئیں۔ پھر بہت سوچنے کے بعد اس نے جہانگیر والے رشتے پر امی سے بات کی اور اپنی خواہش کا اظہار بھی کیا۔

وہ بے پایاں خوش ہو گئیں۔ اس سے بڑھ کر کون ہو سکتا تھا۔ سب معاملات آسانی سے طے ہو گئے مگر ماہا کے انکار نے اسے دھچکا پہنچایا۔ پھر نوین کو راز دار بنا کر اس نے سب کچھ اگلوا لیا۔ وہ مان گیا تھا کہ یہ گھی سیدھی انگلی سے نہیں ٹیڑھی سے ہی نکلے گا۔ سب کچھ ویسا ہی ہوا جو اس نے سوچا تھا۔ ماہا کو اپنی باتوں میں پھنساتا، وہ اس کے تاثرات کو دیکھتا وہ اپنی مسکراہٹ روک رہا تھا۔ جانتا تھا تیر نشانے پر بیٹھا ہے اور نتائج بھی من پسند آئیں گے۔ اب بس انتظار تھا تو اس کی ہاں کا۔

ویسے وہ اب تک بے یقین تھا کہ اس دن وہ اسے کیسے کسی پری ہو کسی مس ورلڈ سے کم نہیں لگ رہی تھی۔ شاید کیوپڈ کا تیر یونہی چلتا ہے۔ اور وہ بے وقوف شاید کبھی نہ جان سکے کی اس سرکس کے جوکر والے حلیے میں وہ حیدر آفندی جیسے بندے کو اتنا بھائی تھی کہ سادہ اور سوبر لڑکیوں کو پسند کرنے والا حیدر آفندی "تیر محبت" کا شکار ہو گیا۔ اور اپنے دام میں آپ پھنس گیا تھا۔

☆☆



www.zemtime.com